تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ ۔ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل

ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

نمبر ۷۳ ۔ مورخہ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء ۔ یوم سہ شنبہ ۔ مطابق ۱۱ شعبان سنہ ۱۳۴۲ھ ۔ جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضور نے ۱۴ مارچ خطبہ جمعہ خلافت ٹرکی کے انجام اور مسلمانوں کی حالت کے متعلق فرمایا۔

مولوی ظل الرحمٰن صاحب بنگالی علاقہ سندھ میں اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بھیرہ ضلع شاہ پور میں تبلیغ کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی شہید ملت مولوی عبید اللہ کی اہلیہ اور بچوں کو لانے کیلئے ماریشس روانہ ہو چکے ہیں۔ انشاء اللہ یکم اپریل تک پہنچ جائینگے۔

ڈاکٹر حشمت رشید الدین صاحب کی خدمات نور ہسپتال کے لئے حاصل کی گئی ہیں۔ اور انھوں نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ یونانی علاج مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے سپرد ہوا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی آمد کاٹھگڑھ میں

جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ کی طرف سے بحضور حضرت خلیفۃ المسیح موعود علیہ السلام عرض کیا گیا تھا کہ حضور حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو فرما دیں کہ تعلیم الاسلام مڈل سکول کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھیں۔ چنانچہ ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء کو جماعت کو اطلاع ملی۔ کہ صاحبزادہ صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ اسی وقت بعض دوست گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت صاحبزادہ صاحب کو کاٹھ گڑھ سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر جا ملے اور باقی دوستوں نے اور سکول کے طلباء نے گاؤں سے باہر استقبال کیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تشریف آوری کی اطلاع پا کر بہت سی جماعتیں جمع ہو گئیں۔ جماعت کریم پور۔ چاک لوہٹ ۔ حسن پور۔ سجووالی۔ عقر پور لنگڑو یہ کریام ۔ رائے پور۔ متون۔ شیرپور وغیرہ۔

بہت سے دوستوں کا خیال تھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب ہمارے گھر تشریف لے جاویں۔ تاکہ آپ کے قدم مبارک سے ہمارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل نازل ہو۔ اس لئے آپ احمدی احباب کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ سب احباب نے نذرانے پیش کئے۔ ۲ بجے شام کے سکول کی کمیٹی ہوئی۔ جس میں آئندہ سال کے لئے تجاویز پیش ہو کر پاس ہوئیں۔

بہت سی عورتیں اور مرد جمع ہو گئے تھے۔ عورتیں مسجد کے کمرہ میں بیٹھ گئیں۔ اور مرد باہر بیٹھ گئے۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ تعلیم کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک تعلیم نہ ہو گی۔ ہم اشاعت اسلام

نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہماری جماعت کو تعلیم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور جماعت کاٹھ گڈھ نے بہت ہمت کی ہے کہ یہاں مڈل سکول کو چلا رہی ہے۔ حالانکہ اس جگہ بہت بڑی جماعت نہیں ہے ہم علم کے ذریعہ ہی اپنی بات کو دور دور تک پہنچا سکتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر مختصر اور جامع تھی۔ جس میں تمام باتوں کا ذکر آ گیا۔

تقریر کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے ۳ مارچ ۱۹۲۴ء بوقت پانچ بجے شام تعلیم الاسلام مڈل سکول کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا۔ اور دعا فرمائی۔

۹ بجے رات کو صاحبزادہ صاحب نے مولوی عبد المنان خان کا نکاح چوہدری عبدالواحد خان کی دختر جنت بی بی سے پڑھا۔ ایک ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا۔

۴ مارچ ۱۹۲۴ء بوقت ۸ بجے صبح آپ کاٹھ گڈھ سے واپس تشریف لے گئے۔ کاٹھ گڈھ سے ... میل کے فاصلہ پر ستوں گاؤں ہے۔ وہاں کے احباب نے درخواست کی کہ حضور ہمارے گاؤں میں سے ہو کر تشریف لے جاویں۔ اس لئے کاٹھ گڈھ سے روانہ ہو کر ستوں تشریف لے گئے۔ اور کاٹھ گڈھ کی جماعت کے بہت سے احباب ہمراہ تھے۔ آپ آدھ گھنٹہ ستوں میں ٹھہرے۔ اور چوہدری عبد القادر صاحب کی درخواست پر بجواڑ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے کھانا کھایا۔ اور ہمراہ دوستوں نے بھی وہاں ہی کھانا کھایا۔ ۱۲ بجے بجواڑ سے راہوں کو تشریف لے گئے۔

آپ کی تشریف آوری سے جماعت کاٹھ گڈھ میں ایک روح پیدا ہو گئی۔ اور ہر ایک فرد اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح موعود علیہ السلام کے صاحبزادہ صاحب کو یہاں تشریف لانے کے لئے

ارشاد فرمایا۔ ہم لوگ بہت خوش قسمت ہیں۔ کہ حضور ہمارے گھر پر تشریف لائے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کاٹھ گڈھ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتی ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتی ہے۔

خاکسار

عبد السلام سکرٹری تعلیم الاسلام مڈل سکول کاٹھ گڈھ

۷۸۶

مجلس مشاورت کے متعلق ضروری اطلاع

الفضل مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۲۴ء میں انجمنہائے احمدیہ کے جو حلقے اس لئے مقرر کئے گئے تھے۔ کہ مجلس مشاورت کے لئے اس حلقہ کے احباب اپنے اپنے قائم مقام منتخب کر کے دارالامان میں بھیجیں۔ اس کے متعلق اعلان کیا جاتا ہے کہ اب وہ حلقے قائم نہیں رکھے گئے۔ اور یہ صورت قرار پائی ہے۔ جس کا اعلان مجلس مشاورت کے ایجنڈا میں بھی کیا جا چکا ہے کہ ہر ایک انجمن اپنا اپنا نمائندہ منتخب کر کے بھیجے۔ ہاں اگر قریب قریب کی انجمنیں باہم مشورہ کر کے اپنا ایک نمائندہ آسانی سے منتخب کر سکیں۔ تو وہ ایسا کر سکتی ہیں۔ غرض ہر انجمن کا قائمقام آنا نہایت ضروری ہے۔ چونکہ آج کل بعض مقامات پر پلیگ شروع ہے۔ اور ایسی جگہ سے جہاں طاعون کا زیادہ زور ہو۔ اور جہاں وبائی طور پر یہ مرض پھیلا ہوا ہو نکلنا جائز نہیں۔ اس لئے اس امر کا بھی خیال رکھا جائے۔

خاکسار

رحیم بخش - ۱۵ مارچ ۱۹۲۴ء

کے بعد اگر کوئی شخص روپیہ بھیجیگا۔ یا اراضی لیگا۔ تو وہ خود ذمہ دار ہو گا۔ ناظر امور عامہ قادیان -

ریاست بہاولپور کی زمین کے متعلق اعلان

اراضی ریاست بہاولپور کے متعلق جن احمدیوں نے بہاولپور درخواستیں بھیجی ہیں۔ مگر انہوں نے ابھی تک امور عامہ میں اطلاع نہیں دی۔ وہ فوراً اپنے نام و پتہ سے اطلاع دیں۔ اور یہ بھی لکھیں کہ کس قدر مستطیل کے لئے درخواست کی گئی ہے۔ تا دفتر ہذا سے جو کارروائی ہونی ہے۔ سب احمدی درخواست گذاروں کے متعلق کی جا سکے۔ پندرہ روز تک دفتر ہذا میں اطلاع پہنچ جانی چاہیئے۔ ناظر امور عامہ - قادیان

دہلی میں احمدیہ جلسہ

جلسہ تبلیغ دہلی بجائے ۱۳ تا ۱۴ مارچ۔ ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ مارچ ۱۹۲۴ء منعقد ہو گا۔ احباب جماعتہائے کرنال۔ پانی پت حصار علی گڑھ۔ شاہجہانپور۔ بریلی انبالہ پٹیالہ۔ سہارنپور وغیرہ مطلع ہوں۔ خاکسار محمد حسن آسان احمدی سکرٹری جلسہ کوچہ چیلاں - دہلی۔

حکیم محمد فیروز الدین صاحب کو اطلاع

چونکہ آپ کا پتہ معلوم نہیں اسلئے بذریعہ اخبار اطلاع دیجاتی ہے کہ آپ کے والد حکیم چراغ الدین صاحب سخت بیمار ہیں۔ آپ فوراً واپس قادیان آجائیں۔ ناظر بیت المال قادیان

مقصد مذہب:- لاہور میں ایک مذہبی کانفرنس کا جلسہ ہوا۔ جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے مدعو تھے کہ وہ سٹیج پر آکر اپنی اپنی الہامی کتاب کی رو سے اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مذہب کا مقصد کیا ہے۔ چنانچہ آریہ۔ برہمو۔ عیسائی۔ ہندو اسلام کل مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مضمون پڑھے منجملہ اس موضوع پر امیر جماعت احمدیہ لاہور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے بھی ایک مضمون سنایا جس میں اس سوال کا جواب صرف آیات قرآنی سے دیا گیا۔ اور بتایا کہ مذہب کا مقصد وحشی کو متمدن انسان اور متمدن کو

اخبار احمدیہ

کاشی پور کی اراضیات

اراضیات کاشی پور کے متعلق جن جن احمدی احباب نے روپیہ داخل کیا ہو۔ اور اراضی مطابق روپیہ کے ابھی تک نہ ملی ہو۔ وہ فوراً دفتر ہذا کو اطلاع دیں اور آئندہ کوئی شخص روپیہ نہ بھیجے۔ اس اعلان

نہیں کرسکتے۔ اس لئے ہماری جماعت کو تعلیم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور جماعت کانٹھ گڑھ نے بہت ہمت کی ہے کہ یہاں مڈل سکول کو چلا رہی ہے۔ حالانکہ اس جگہ بہت بڑی جماعت نہیں ہے ہم علم کے ذریعہ ہی اپنی بات کو دور دور تک پہنچا سکتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر مختصر اور جامع تھی۔ جس میں تمام باتوں کا ذکر آگیا۔

تقریر کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے ۱۲ مارچ ۲۳ء بوقت پانچ بجے شام تعلیم الاسلام مڈل سکول کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا۔ اور دعا فرمائی۔

۹ بجے رات کو صاحبزادہ صاحب نے مولوی عبد المنان خان کا نکاح چوہدری عبدالواحد خان کی دختر جنت بی بی سے پڑھا۔ ایک ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا۔

۱۳ مارچ ۱۹۲۳ء بوقت ۸ بجے صبح آپ کانٹھ گڑھ سے واپس تشریف لے گئے۔ کانٹھ گڑھ سے ۲ میل کے فاصلہ پر ستوں گاؤں ہے۔ وہاں کے احباب نے درخواست کی کہ حضور ہمارے گاؤں میں سے ہوکر تشریف لے جاویں اس لئے کانٹھ گڑھ سے روانہ ہوکر ستوں تشریف لے گئے۔ اور کانٹھ گڑھ کی جماعت کے بہت سے احباب ہمراہ تھے۔ آپ آدھ گھنٹہ ستوں میں ٹھہرے۔ اور پھر چوہدری عبد القادر صاحب کی درخواست پر سجوال تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے کھانا کھایا۔ اور دیگر ہمراہ دوستوں نے بھی وہاں ہی کھانا کھایا۔ ۱۲ بجے آپ سجوال سے راہوں کو تشریف لے گئے۔

آپ کی تشریف آوری سے جماعت کانٹھ گڑھ میں ایک روح پیدا ہوگئی۔ اور ہر ایک فرد اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح موعود علیہ السلام نے صاحبزادہ صاحب کو یہاں تشریف لانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ ہم لوگ بہت خوش قسمت ہیں۔ کہ حضور ہمارے گھر پر تشریف لائے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کانٹھ گڑھ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتی ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتی ہے۔

خاکسار

عبد السلام سکرٹری تعلیم الاسلام مڈل سکول کانٹھ گڑھ

۷۸۶

مجلس مشاورت کے متعلق ضروری اطلاع

الفضل مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۲۳ء میں انجمنہائے احمدیہ کے جو حلقے اس لئے مقرر کئے گئے تھے۔ کہ مجلس مشاورت کے لئے اس حلقہ کے احباب اپنے اپنے قائم مقام منتخب کرکے دارالامان میں بھیجیں۔ اس کے متعلق اعلان کیا جاتا ہے کہ اب وہ حلقے قائم نہیں رکھے گئے۔ اور یہ صورت قرار پائی ہے۔ جس کا اعلان مجلس مشاورت کے ایجنڈا میں بھی کیا جاچکا ہے کہ ہر ایک انجمن اپنا اپنا نمایندہ منتخب کرکے بھیجے۔ ہاں اگر قریب کی انجمنیں باہم مشورہ کرکے اپنا ایک نمایندہ آسانی سے منتخب کرسکیں۔ تو وہ ایسا کرسکتی ہیں۔ غرض ہر انجمن کا قائمقام آنا نہایت ضروری ہے۔

چونکہ آج کل بعض مقامات پر پلیگ شروع ہے۔ اور ایسی جگہ سے جہاں طاعون کا زیادہ زور ہو۔ اور جہاں وبائی طور پر یہ مرض پھیلا ہوا ہو نکلنا جائز نہیں۔ اس لئے اس امر کا بھی خیال رکھا جائے۔

خاکسار

رحیم بخش - ۱۵ مارچ ۲۳ء

اخبار احمدیہ

کاشی پور کی اراضیات

اراضیات کاشی پور کے متعلق جن جن احمدی احباب نے روپیہ داخل کیا ہو۔ اور اراضی مطابق روپیہ کے ابھی تک نہ ملی ہو۔ وہ فوراً دفتر ہذا کو اطلاع دیں اور آیندہ کوئی شخص روپیہ نہ بھیجے۔ اس اعلان کے بعد اگر کوئی شخص روپیہ بھیجیگا۔ یا اراضی لیگا۔ تو وہ خود ذمہ دار ہو گا۔ ناظر امور عامہ قادیان

ریاست بہاولپور کی زمین کے متعلق اعلان

اراضی ریاست بہاولپور کے متعلق جن احمدیوں نے بہاولپور درخواستیں بھیجی ہیں۔ مگر انہوں نے ابھی تک امور عامہ میں اطلاع نہیں دی۔ وہ فوراً اپنے نام و پتہ سے اطلاع دیں۔ اور یہ بھی لکھیں کہ کس قدر مستطیل کے لئے درخواست کی گئی ہے۔ تا دفتر ہذا سے جو کارروائی ہونی ہے۔ سب احمدی درخواست گذاروں کے متعلق کی جاسکے۔ پندرہ روز تک دفتر ہذا میں اطلاع پہنچ جانی چاہیئے۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان

دہلی میں احمدیہ جلسہ

جلسہ تبلیغ دہلی بجائے ۱۸ تا ۲۰ مارچ۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰ مارچ ۱۹۲۳ء منعقد ہوگا۔ احباب جماعتہائے کرنال۔ پانی پت حصار علی گڑھ۔ شاہجہانپور۔ بریلی انبالہ پٹیالہ۔ سہارنپور وغیرہ مطلع ہوں۔ خاکسار محمد حسن آسان احمدی سکرٹری جلسہ کوچہ چیلاں - دہلی۔

حکیم محمد فیروز الدین صاحب کو اطلاع

چونکہ آپ کا پتہ معلوم نہیں اسلئے بذریعہ اخبار اطلاع دیجاتی ہے کہ آپکے والد حکیم چراغ الدین صاحب سخت بیمار ہیں۔ آپ فوراً واپس قادیان آجائیں۔ ناظر بیت المال قادیان

مقصد مذہب:۔ لاہور میں ایک مذہبی کانفرنس کا جلسہ ہوا ہے جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے مدعو تھے کہ وہ سٹیج پر آکر اپنی اپنی الہامی کتاب کے رو سے اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مذہب کا مقصد کیا ہے۔ چنانچہ آریہ۔ برہمو۔ عیسائی۔ ہندو اسلام کل مذاہب کے نمایندوں نے اپنے اپنے مضمون پڑھے از انجملہ اس موضوع پر امیر جماعت احمدیہ لاہور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لا نے بھی ایک مضمون سنایا جس میں اس سوال کا جواب صرف آیات قرآنی سے دیا گیا۔ اور بتایا کہ مذہب کا مقصد وحشی کو متمدن انسان اور متمدن کو

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

خلافت ٹرکی کا قطعی خاتمہ

مسلمانانِ عالم کے لئے نہایت سنجیدگی سے غور کرنے کا وقت

خدا کے مرسل حضرت مسیح موعودؑ کا فرمودہ پورا ہوا

خلافت ٹرکی کے عبرتناک انجام نے مسلمانانِ ہند کی کمریں توڑ دی ہیں۔ ان کی اُمیدوں اور آرزوؤں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور اس ستون کو چکنا چور کر دیا ہے جس کے سہارے وہ کھڑے ہونے کی سعی کر رہے تھے۔ جس کی خاطر انہوں نے چند سال سے ملکِ ہند کو میدانِ محشر بنا رکھا تھا۔ جس کے لئے انھوں نے جیلخانوں کو بھر دیا۔ اور اپنے پیٹ کاٹ کر لاکھوں روپیہ ترکوں کی نذر کئے۔ ایسی حالت میں ان کے غم و غصہ رنج و ملال۔ نا امیدی اور مایوسی کا اندازہ لگانا آسان بات نہیں۔ پچھلے دنوں جب مسٹر مشیر حسین صاحب قدوائی نے خلافت کمیٹیوں کو توڑنے کی رائے پیش کی تو سب مسلمانوں میں ان کے خلاف سخت شور پیدا ہو گیا اخباروں نے بڑے زوردار مضامین شائع کئے اور یہاں تک کہدیا گیا کہ قدوائی صاحب انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ اس لئے خلافت ٹرکی کو نقصان پہنچانے کے لئے خلافت کمیٹیوں کو توڑنا چاہتے ہیں۔ جن لوگوں کی خلافت ٹرکی سے محبت اور اُلفت کا یہ حال تھا۔ جو اس درجہ اس سے اخلاص اور عقیدت رکھتے تھے۔ ان کی کیا حالت ہوئی ہوگی جب انہوں نے سُنا ہوگا۔ کہ خود ترکان احرار نے خلافت ٹرکی کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دیا ہے اور اس کا نام و نشان مٹا دینے کے لئے خاندانِ خلافت کے بچے بچے کو ملک بدر کر دیا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس "قائدِ اعظم" کے ہاتھوں اور اس کی راہ نمائی سے ہوا ہے۔ جس کے متعلق ہمارے یہ لکھنے پر کہ ساری دنیا کے مُسلمانوں میں سے علی برادران کو اپنا سردار اور راہ نما بنانے کے لئے کوئی ایک بھی مسلمان نہ ملا۔ اخبار "سیاست" (۳۱ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء) نے لکھا تھا۔

"علی برادران نے ہزارہا مرتبہ مسلمانوں کو کہا ہو کہ وہ سیفِ ملت خالدِ زمانہ حضرت غازی مصطفےٰ کمال پاشا ایدہ اللہ بنصرہ کو قائدِ اسلام تصور کریں۔ جس طرح ان کی ہدایات پر عمل کرنے سے ترکوں نے ترقی کی ہے۔ اسی طرح مُسلمانانِ ہند بھی ان کے ارشادات اور ان کے اعمالِ حسنہ سے سبق حاصل کریں۔"

کیا ہی عبرت انگیز اور سبق آموز واقعہ ہے کہ ایسے زمانہ میں جبکہ مُسلمانوں کے بچے بچے کی زبان پر خلافت کا مسئلہ ہے جبکہ مسلمان نہایت شد و مد کے ساتھ اس سے اپنی عقیدت اور اخلاص ظاہر کر رہے ہیں۔ جبکہ اس کے لئے اس قدر مالی اور جانی امداد بہم پہنچا رہے ہیں۔ جس کی نظیر گذشتہ زمانہ میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ اسوقت خدا تعالیٰ کی مصلحت اور منشاء ایک ایسے انسان کو جسے مسلمان "سیفِ ملت"۔ "خالدِ زمانہ"۔ "قائدِ اسلام" وغیرہ وغیرہ قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کھڑا کر دیتا ہے کہ وہ "خلافت ٹرکی" کو قطعاً اُڑا دے۔ اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہنے دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور صرف دو گھنٹہ کے عرصہ میں جہاں حضرت "خلیفۃ المسلمین" ملک بدر کر دئے گئے۔ وہاں "خلافت" کا بھی ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا گیا ۞

یہ جو کچھ ہوا۔ اور جس رنگ میں ہوا۔ اسکو دیکھ کر ہر ایک صاحبِ بصیرت انسان سمجھ سکتا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کا خاص منشار کام کر رہا ہے۔ اور اس امر کے لئے اس نے خاص وقت اور خاص سامان مہیا فرمایا ہے۔ اگر کسی نہ کسی وجہ سے مسلمان خلافت ٹرکی کے متعلق بھی اسی طرح نفرت و حقارت کے جذبات رکھتے جس طرح شریف مکہ کے متعلق رکھتے ہیں۔ اگر وہ خلافت ٹرکی سے اسی طرح بدظن اور متنفر ہوتے۔ جس طرح معزول شدہ حضرت "خلیفۃ المسلمین" سے تھے۔ اگر "خلافت" کے خلاف اسی سختی اور درشتی سے آواز بلند کر چکے ہوتے جس سے وہ انگریزوں کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ تو آج "خلافت ٹرکی" کا مٹ جانا اور اس کا نیست و نابود ہو جانا بالکل معمولی بات سمجھی جاتی۔ مُسلمانوں کو نہ صرف کوئی غم نہ ہوتا۔ بلکہ ان کے گھروں میں گھی کے چراغ جلتے۔ اس کے ساتھ ہی "خلافت" کو خلافِ اسلام ثابت کرنے کے لئے نہ معلوم کس قدر قوتِ تقریر و تحریر صرف کی جاتی اور ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں خلافت ٹرکی کا مٹنا مسلمانوں کے نزدیک بالکل معمولی اور ناقابلِ التفات بات ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھئے۔ مسلمان اس قدر خلافت ٹرکی پر زور دینے لگے۔ جس قدر آج تک کبھی نہیں دیا گیا۔ مسلمانوں نے اس قدر اخلاص اور محبت خلافت ٹرکی سے جتلائی جس کی نظیر گذشتہ تاریخ میں کہیں نہیں مل سکتی۔ اور اسقدر مالی اور جانی تکالیف اُٹھائی گئیں۔ جو آج تک کسی مقصد اور مدعا کے لئے نہیں اُٹھائیں۔ جب خلافت ٹرکی کو یہ شان اور یہ عروج حاصل ہو گیا۔ اور اس کی اس قدر وقعت اور اہمیت عام مردوں عورتوں اور بچوں تک کے دل میں ہو گئی۔ وہ اپنی زندگی اور موت اس سے وابستہ سمجھنے لگے۔ تب خدا تعالیٰ نے اس خلافت کا

تختہ اُلٹ دیا۔ تاکہ مسلمانوں پر حضرت مرزا صاحب کے ان الفاظ کی اہمیت اور شان ظاہر ہوسکے۔ جو آج سے بہت عرصہ قبل آپ نے فرمائے تھے کہ:۔

"سلطان ٹرکی کا خلیفۃ المومنین ہونا صرف اپنے مُنہ کا دعویٰ ہے"

واقعات حاضرہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ان چند الفاظ میں ایک نہایت اہم امر کو بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود "خلافت ٹرکی" کے حامل کا دعویٰ خلافت صرف اپنے منہ کا دعوےٰ قرار دیتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خلافت خدا کی طرف سے نہیں۔ بلکہ خود ساختہ ہے۔ اب دیکھ لو کہ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ ایک ایسا شخص خلیفہ بنایا جاتا ہے۔ جس سے اس مسند پر متمکن ہونے کے بعد کوئی قصور سرزد نہیں ہوتا۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کو عموماً اور مسلمانان ہند کو خصوصاً خلافت سے اس قدر اُلفت اور محبت پیدا ہو چکی ہے۔ کہ ان کے نزدیک خلافت کمیٹیوں کو ان کی ناجائز حرکات کی وجہ سے بھی توڑنے کی تحریک کرنا سخت جرم ہے۔ لیکن خلافت ٹرکی سر سے اُڑ جاتی ہے۔ اگر یہ خلافت صرف مُنہ کا دعوےٰ نہ ہوتا۔ تو کس طرح ممکن تھا کہ ہمیشہ کے لئے نابود کر دی جاسکتی۔ اور ایسے وقت میں کی جاتی جب کہ بے شمار انسانوں کی ہمدردی اور امداد اسے حاصل تھی۔ خلافت حقہ اور صادقہ تو باوجود تمام دنیا کے دشمن ہونے کے قائم ہوتی ہے۔ اور قائم رہتی ہے۔ باوجود ظاہری بے سروسامانی کے دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اس کو مٹا نہیں سکتی۔ پھر خلافت ٹرکی جو مٹ گئی ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے انہی لوگوں کے ہاتھوں مٹی ہے۔ جنہیں اس منصب پر بڑا فخر تھا اور جو محافظ خلافت سمجھے جاتے تھے۔ تو خدا را غور کیجئے۔ حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ کی صداقت میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ کہ خلافت ٹرکی صرف اپنے مُنہ کا دعویٰ ہے۔ یہی وجہ۔ یہی سبب اور یہی باعث تھا کہ خلافت ٹرکی کا نام و نشان مٹ گیا۔ اور ضروری تھا کہ ایسا ہی ہوتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ ہی اپنے متعلق یہ بھی فرمایا تھا:۔

"وہ خلافت جس کا آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ اور نیز ازالہ اوہام میں ذکر ہے۔ حقیقی خلافت وہی ہے"

(اشتہار ۷ جون ۱۸۹۷ء)

چونکہ قیام اور استحکام حقیقی خلافت کو ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہی قائم رہ سکتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے "حقیقی خلافت" اور "مُنہ کی خلافت" میں ایسا صاف اور بیّن امتیاز فرما دیا ہے کہ کسی کو دل میں ایک ذرا بھی شبہ باقی نہیں رہ گیا۔ اگرچہ خلافت ٹرکی اسی وقت سے صرف نام کی خلافت تھی۔ جبکہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ حقیقی خلافت قائم ہو چکی تھی۔ لیکن جب سے آپ نے اعلان فرمایا۔ اسوقت سے دن بدن اس خلافت کو زوال شروع ہو گیا۔ اور آج وہ دن آ گیا۔ کہ اس کا بالکل نام و نشان مٹ گیا اور اس طرح حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک اور دلیل قائم ہو گئی۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ اب جبکہ ان کے پاس نام کی خلافت بھی نہیں رہی۔ تو وہ حقیقی خلافت کی طرف رجوع کریں۔ تا خدا تعالیٰ کے فضل کے وارث ہوں۔ ورنہ اب ان کی تباہی و بربادی کے سامان انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ اور وہ ہلاکت کے بالکل قریب پہنچ جائیں گے۔ کاش! مسلمان اپنی جانوں پر رحم فرمائیں۔ اور اسوقت سے قبل اپنی اصلاح کریں۔ جبکہ اصلاح کا وقت گذر جائیگا۔

گاؤکشی اور ہندو

گاؤکشی کے متعلق مشہور اہل قلم منشی پریم چند صاحب بی اے نے جو رائے ظاہر کی ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ ہمارے ہندو بھائی اسپر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ منشی صاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

"یہ کسی مذہب کے لئے باعث افتخار نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے مذہبی احساسات کو صدمہ پہنچائے۔ گاؤکشی کے معاملہ میں ہندوؤں نے شروع سے اب تک نامنصفانہ روش اختیار کی ہے۔ ہم کو اختیار ہے جس جانور کو چاہیں۔ متبرک سمجھیں۔ لیکن یہ اُمید رکھنا کہ دوسرے مذہب کے پیرو بھی اسے متبرک سمجھیں۔ خواہ مخواہ دوسروں سے سر ٹکرانا ہے۔ گائے ساری دنیا کی خورش ہے۔ اس کے لئے کیا آپ ساری دنیا کو گردن زدنی سمجھیں۔ یہ کسی خونخوار مذہب کے لئے بھی باعث وقار نہیں ہو سکتا کہ وہ ساری دنیا سے دشمنی کرنا سکھائے۔ نہ کہ ہندو جیسے فلسفیانہ عالمگیر اور مہذب مذہب کے لئے جس کا پاک ترین اصول "اہنسا پرم دھرم" اگر ہندوؤں کو یہ جاننا باقی ہے۔ کہ انسان کسی حیوان سے کہیں زیادہ پاک وجود ہے۔ چاہے وہ گوپال کی گائے ہو یا عیسیٰ کا خر تو انہوں نے ابھی تمدن کے مبادیات پر بھی قدرت نہیں پائی"

(ہمدم ۲ مارچ ۱۹۲۴ء)

ہندوؤں کے اس طبقہ کا جو خواہ مخواہ دوسروں سے سر ٹکراتا ہے۔ یہ فعل نہایت ہی افسوسناک ہے کہ وہ گائے کا گوشت کھانے والوں کو اس سے روکنا چاہتے ہیں۔ یہ صریحاً مذہب میں دست اندازی ہے جسے مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے کسی مذہب کے پیرو کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ جس چیز کو وہ متبرک اور قابل پرستش سمجھتا ہے دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی اسے متبرک سمجھنے کا مطالبہ کرے۔ خوشی کی بات ہے کہ ہندوؤں میں ایسے روشن خیال پیدا ہو رہے ہیں کہ جو اس اصل کے نہ صرف خود قائل ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی قائل کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے۔ اگر ہندوؤں کا زیادہ حصہ اس امر کو ذہن نشین کرلے۔ تو ہندو مسلمانوں کے تعلقات بہت بڑی حد تک خوشگوار ہو سکتے ہیں۔ اور بہت سے فسادات رک سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں آج کل ہندوؤں کی عنان ہے۔ وہ اسی میں فائدہ سمجھتے ہیں کہ دونوں اقوام میں کشیدگی قائم رہے۔

اکناف عالم میں احمدیت کا چرچا

مختلف ممالک میں احمدیت کے متعلق ایک معزز غیر احمدی کے چشم دید واقعات اور حالات

جماعت احمدی کیلئے سرفروشانہ جدوجہد کا وقت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۹ر فروری مندرجہ الفضل ۴ر مارچ ۱۹۲۴ء میں ایک غیر احمدی معزز صاحب کے جس خط کا ذکر فرمایا ہے۔ اور جو اکناف عالم میں احمدیت کے چرچے کے متعلق ہے۔ وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے نیز یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ان اصحاب سے کس طرح واقفیت ہوئی۔ اور کیونکر انہیں یہ خط لکھنے کی تحریک ہوئی۔ جناب مولوی رحیم بخش صاحب اور سید عبدالحی صاحب کے خطوط بھی شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس خط کی تفصیل میں اپنے خطبہ جمعہ میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ یہ خط ملاحظہ کرنے بعد کم از کم ایک دفعہ پھر اس خطبہ کو پڑھیں اور دیکھیں۔ کہ ان ہدایات پر جلد سے جلد عمل پیرا ہونا اور اشاعت احمدیت کے لئے سرفروشانہ جدوجہد کرنا کس قدر ضروری ہے۔ اس وقت خدا تعالےٰ کے فرشتے لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کیلئے تیار کر رہے ہیں زمین و آسمان حضرت مسیح موعود کی صداقت پر نشانات پیش کر رہے ہیں۔ دنیا بالخصوص اسلامی دنیا کا ہر ایک واقعہ لوگوں کے قلوب پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی ضرورت اور صداقت نقش کر رہا ہے۔ پس اس سے زیادہ موزوں اور مناسب وقت ان کو حق سے آگاہ کرنے کیلئے کیا ہو سکتا ہے۔ اے مسیح موعود کی جان نثار اور دین پر جان و مال قربان کرنے والی جماعت اٹھ۔ اور یک بارگی دنیا کو حضرت مسیح موعود کے جھنڈے تلے لے آ۔ کہ ایسا موزوں اور مناسب وقت ہمیشہ نہیں ملا کرتا۔

مولوی رحیم بخش صاحب کا رقعہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل السلام علیکم۔ پچھلے دنوں میں جب منصوری گیا۔ تو وہاں عزیزم سید عبدالحی صاحب نے مجھ سے خان بہادر شیر جنگ خاں صاحب کا ذکر کیا اور بعض وہ حالات سنائے۔ جو انہوں نے ان کو بتائے تھے۔ میں نے کہا۔ یہ تو عجیب حالات ہیں۔ ان کو شائع کرنا چاہیئے۔ اور میں نے ان کو تحریک کی کہ وہ صاحب موصوف سے خط کے ذریعہ درخواست کریں۔ کہ جو حالات انہوں نے زبانی سنائے تھے۔ انہیں قلمبند کر کے بھیج دیں۔

چنانچہ عزیزم سید عبدالحی صاحب نے ان کو خط لکھا اس کا انہوں نے جو جواب بھیجا ہے۔ وہ آپکی خدمت میں ارسال ہے۔ آپ اسے شائع فرما دیں۔ سید صاحب کا خط بھی ساتھ ہی شائع کر دیں)۔ والسلام۔ خاکسار :- رحیم بخش۔

سید عبدالحی صاحب کا خط

بحضور حضرت سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

حضور منصوری میں ایک غیر احمدی نے ہمارے خلاف ایک اشتہار جس میں حضرت مسیح موعود (فداہ اُمّی و ابی) کی شان میں گستاخیاں کی تھیں۔ شائع کیا تھا۔ اس وقت وہاں پر ایک صاحب خان بہادر شیر جنگ خانصاحب جو سروے آف انڈیا میں افسر ہیں نے ایک خط میں لکھا۔ کہ یہ اشتہار تمام مسلمانوں کی طرف سے نہ سمجھا جاوے۔ اور اس سے ہمارا دل بھی دکھا ہے۔ اُس خط کے پہونچنے پر میں ان سے ملنے گیا۔ تو انہوں نے اپنے سفر کے حالات سنائے۔ جن میں اکثر جگہ کے لوگوں نے احمدیت کی نسبت ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے ایران۔ عراق۔ افریقہ۔ مسقط۔ راجپوتانہ وغیرہ کا سفر کیا۔ اور ہر جگہ اُن سے لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت دریافت کیا۔ اس کے بعد ان کی تبدیلی ہوئی۔ اور آج کل وہ محاسرہ (ایران) میں ہیں۔ میں نے انہیں خط لکھا تھا۔ اور درخواست کی تھی۔ کہ وہ اپنے سفر کے حالات جس میں احمدی جماعت کا ذکر ہے لکھ بھیجیں۔ تاکہ میں حضور کی خدمت میں بھیج دوں۔ ممکن ہے۔ حضور کے کام آسکیں چنانچہ انہوں نے بہت لمبا چوڑا خط مجھے لکھا تھا۔ جو حضور کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ یہ بہت شریف آدمی ہیں۔ ان کی خواہش ہے۔ کہ فارسی یا عربی کے رسالے ان کے پاس بھیجدیئے جاویں۔ جو احمدیت کی اشاعت کیلئے ہوں۔ تاکہ جس علاقے میں جاویں وہاں تقسیم کر سکیں۔

حضور کا ادنیٰ غلام اور دعاؤں کا محتاج

سید عبدالحی احمدی

تمہیدی سطور

برادرم عزیز۔ بعد دعا برکت طول عمری کے واضح ہو۔ کہ مورخہ $\frac{1}{23}$۔۲۰ کو آپ کا نوازش نامہ بمقام مسجد سلیمان ملک ایران میں ملا۔ از حد خوشی ہوئی۔ میری خود خواہش تھی۔ کہ آپ کو عریضہ لکھوں۔ مگر آپ کو یاد ہوگا۔ کہ آپنے دوران گفتگو میں فرمایا تھا۔ کہ سردیوں میں ہم لوگ وطن چلے جاتے ہیں۔ ایک آدمی منصوری میں رہتا ہے۔ یہی وجہ ہوئی۔ کہ میں پہلے خط لکھنے سے محروم رہا۔ میرے سفروں کے روزنامچے تو میرے گھر پر ہیں۔ جن میں بہت کچھ حضرت مرزا احمد رحمۃ اللہ کی بابت اور احمدی جماعت کی بابت ذکر ہے۔ اور وہ سب مجھے یاد نہیں۔ ہاں مختصراً جو مجھے یاد ہے۔ علیحدہ کاغذ پر روانہ خدمت کرتا ہوں۔ مارچ ۱۹۲۵ء کو اگر اللہ تعالےٰ کی مرضی ہوئی۔ تو پنشن ہو جائیگی۔ پھر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے سفروں سے نجات ملیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ آپ لوگوں کو یاد کر کے منصوری کو یاد کیا کرونگا۔ منصوری گرمیوں کے ایام میں اچھا مقام ہے۔ آب و ہوا بھی اچھی

ہے۔ مگر وہاں کے کتے بہت دق کرتے ہیں۔ خواہ مخواہ بھونکتے ہیں۔ ان کتوں میں ذرا بھی انسانیت نہیں۔ (کتوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے خلاف بدزبانی کرتے ہیں) میرے لئے اگر کار دبار ہو۔ تو مطلع فرماویں اگر فارسی زبان کے کوئی رسالے یا عربی زبان کے رسالے احمدی جماعت میں چھپے ہوں اور ان کا تقسیم کرنا مقصود ہو۔ تو میں یہاں یہ کام کرسکوں گا۔ اس وقت میں انکو حضرت احمد رحمۃ اللہ اور احمدیہ جماعت کا ذکر خیر سنا سکوں گا۔ حالانکہ تاحال میں نہ تو احمدی ہوں۔ میرے تو اسلام میں بھی شک ہے۔ کیونکہ جب میرا دل صاف نہیں تو مسلمان کہاں کا۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالٰے میرا دل صاف کردے۔ اور مجھے پاک اسلام میں شامل کرے۔ آمین ثم آمین۔ آپ میرے مضمون سفر کو ٹھیک کرسکتے ہیں۔ مگر مطلب یہی رہنا چاہیئے۔ تاکہ بفضلِ تعالٰے جب میرا مکمل سفرنامہ شائع ہو۔ تو اس اور اس مطلب میں فرق نہ ہو۔ جناب میرے پاس نہ تو وقت ہے۔ نہ طاقت ہے۔ نہ منشی ہوں۔ یاد داشت سے یہ ٹوٹا پھوٹا قصہ لکھدیا ہے میرے روزنامچہ میں ہر مذہب کے حالات ہیں۔ اور احمدی جماعت کی نسبت بہت کچھ درج ہے۔ یہ تو جو کچھ مجھے یاد تھا۔ وہ لکھدیا ہے۔ اب میں وہ مضمون شروع کرتا ہوں۔

ایران کا سفر

جب ۱۹۰۰ء میں میں ایران گیا۔ اور وہاں ۱۹۰۲ء تک رہا۔ بوشہر۔ بندر عباس لنگہ۔ مینباب۔ رابہر۔ آرزو۔ کرمان۔ شمیلات۔ احمدی نیر دابرقو شیراز۔ تبریز۔ وغیرہ شہروں اور قصبوں میں میرا گذر ہوا۔ اس سفر میں شیعہ مذہب کے علاوہ بابی مذہب والوں سے بھی ملا۔ مگر یہ لوگ اپنے مذہب کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ سنت والجماعت کے اصحاب سے بھی ملا۔ مگر اسوقت احمدی جماعت کی نسبت میں نے ایران میں کچھ نہ سنا۔ اور نہ ہی مجھ سے کسی نے کچھ دریافت کیا۔ اور نہ ہی میں جانتا تھا۔ کہ احمدی بھی کوئی جماعت ہے۔ اب میں جانتا ہوں۔ گو میں احمدی نہیں ہوں۔ مذہب باب کے متعلق بہت مبالغہ آمیز قصے سنا کیے ہیں۔ افسوس ہے۔ بعد میں مجھے ایک بابی درویش تونگر سے معلوم ہوا۔ کہ یہ لوگ قرآن شریف کے منکر ہیں۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو یہ لوگ کافر ہیں۔ بلکہ خاص کافر ہیں۔

ایران کے اہل تشیعہ بھی مسلمان ہیں۔ مگر اسلام سے اتنے دور کہ جیسے دنیا کے بہت مسلمان اسلام کے اصولوں سے بالکل بے خبر۔

ابی سینیا کا سفر

۱۹۰۲ء میں میرا جانا ابی سینیا ملک حبش کو ہوا۔ اس سفر میں شاہ ملینک کو دیکھا۔ آدھ گھنٹے تک میں ان کے تخت کے پاس کھڑا رہا۔ اس وقت میں جوان تھا۔ اور میں نے زریں لنگی سر پر باندھی ہوئی تھی۔ کمر میں ریشمی صافہ تھا۔ اور کمر پیچ آویزاں تھی۔ شاہ ملینک بار بار میری طرف دیکھتا تھا۔ اور سرارگنئی سفیر ابی سینیا سے میری بابت دریافت کرتا تھا۔ کہ اس کا کیا نام ہے۔ کس ملک کا رہنے والا ہے۔ اس وقت ملینک کی گود میں چھوٹا سا کتا تھا۔ اور ننگے سر تخت پر بیٹھا تھا۔ یہ لوگ پرانے عیسائی مذہب کے ہیں حبش میں مسلمان بھی ہیں۔ [illegible] ب سے بے خبر۔ باقی افریقہ کے لوگ اکثر لا مذہب ہیں۔ اس کے بعد ہمارا سفر جنگلیوں میں رہا۔ جو اکثر ننگے رہتے تھے۔ جب ہم جنگلی قطعے پر پہونچے۔ تو وہاں کے سردار کا بھائی شاہ ملینک کے حکم سے ہم لوگوں کی مدد کیواسطے آیا۔ بہت دن ہمارے ہمراہ رہا۔ یہ ہمیشہ میرے پاس آکر کہا کرتا تھا۔ کاش میرے بادشاہ کے بال تمہارے جیسے ہوتے۔ یہ بھی لامذہب تھا۔ میں نے اس کو بذریعہ ترجمان کہا۔ کہ سردار تلگلہ تم لوگ کیوں ایک مذہب اختیار نہیں کرتے۔ اس نے کہا ہمارے بزرگوں سے یہ بات چلی آتی ہے۔ کہ ہمارا پیشوا بہت خوبصورت تھا۔ اس نے ہم لوگوں کو ایک کتاب دی تھی مگر اس کو ایک گائے کھا گئی۔ اس دن سے ہمارا دستور ہے۔ کہ جب دوسرے کو گاڑ دیتے ہیں۔ تو اسے یہ تاکید کردیتے ہیں۔ کہ جب اس کو مار دیا مرے۔ تو اس کا شکم ضرور چاک کر کے دیکھ لینا۔ اور کتاب کو تلاش کرنا۔ مگر ابھی تک ہمیں یہ کتاب نہیں ملی۔ لیکن ہمارے پیشوا نے ہمارے بزرگوں کو یہ بھی کہدیا تھا۔ کہ اگر تم سے کتاب گم ہوجاوے اور تم کو نہ ملے تو میرا اسحاں نہ ہونا اور شمالی مشرق کی طرف سردار نے ہاتھ اٹھایا۔

اور کہا۔ کہ ہمارے پیشوا نے ہمارے بزرگوں کو بتایا تھا۔ کہ اس طرف ایک شہر قودی جو بہت دور ہے۔ وہاں ایک آدمی آوے گا۔ اور یہ کتاب وہاں ہی مل سکے گی۔ وہاں سے شمال مشرق میں ہندوستان ہے۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ تم لوگ جاؤ اور قودی شہر کو تلاش کرو۔ اور وہاں سے کتاب لے آؤ۔ اس نے کہا کہ ہمارے بزرگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ قودی بہت دور جگہ ہے۔ اور راستے میں سمندر ہے۔ ہم وہاں تک پہنچ نہیں سکتے۔ وہاں کے ہادی کے آدمی کسی زمانے میں خود ہمارے تک آئینگے۔ اور سب پتہ بتا دینگے۔ پھر اس نے کہا۔ کہ نہ معلوم اسوقت تک میں زندہ بھی ہوں گا۔ یا نہیں۔ جب اس ہادی کے آدمی کتاب لے کر آئیں گے۔ اور اس نے کہا۔ کہ کاش میں اس وقت زندہ رہوں۔ بعد میں مجھے خیال ہوا۔ کہ غالباً قودی سے مراد قادیان ہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ؎

تبت کا سفر

۱۹۰۳ء کے اخیر اور ۱۹۰۴ء تک میرا سفر تبت میں تھا۔ گیانسی۔ یاری چنگ۔ لاسہ شہر دکھیں میں پھرا۔ یہاں مسلمان بہت کم ہیں۔ زیادہ آبادی بدھ مت والوں کی ہے۔ اور بت پرست بھی بہت ہیں۔ لاسہ شہر میں مسلمان بھی ملے۔ جنہوں نے بہت اظہار محبت کیا۔ اور یہ لوگ تاجر تھے۔ اور ان کی تجارت چین اور کشمیر سے ہے۔ اور چینی مسلمان بھی ہم سے ملے۔ ایک روز انہوں نے ہم سے حضرت مرزا احمد رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بھی دریافت کیا۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ کہ ان کا کیا مذہب ہے۔ ہمارے علماء تو ان کو گالیاں دیتے ہیں اور کافر کہتے ہیں۔ ایک چینی کپتان نے بار بار حضرت مرزا احمد رحمۃ اللہ کی عمر۔ علم۔ خاندان اور دعوے کے متعلق دریافت کیا۔ مگر میں نے اور بھی بدمزاجی سے جواب دیا۔ کہ کیوں بار بار ان کا ذکر کرتے ہو۔ وہ امام مہدی اور عیسیٰ ہونے کا دعویدار ہیں۔ یہ کپتان بہت ہنسا۔ اور کہنے لگا۔ کہ شیر جنگ میں جانتا تھا۔ کہ آپ بہت عقلمند اور جہاندیدہ آدمی ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوا۔ کہ آپ بھی مرض تعصب میں مبتلا ہیں۔ کیا آپ میرے اس سوال کا جواب دینگے۔ کہ امام مہدی جب آوے گا۔ تو انسان ہوگا اور انسانی صورت رکھتا ہوگا یا صورت دیگر۔ بات

دعویدار کے دعوٰی کی ہے۔ میں کچھ ناراض سا ہُوا۔ لیکن چینی کپتان نے اظہار محبت سے مجھے راضی کر لیا۔ اور یہ سلسلہ گفتگو ختم ہُوا۔

خلیج فارس کا سفر

۱۹۰۶ء کے اخیر اور ۱۹۰۵ء میں میرا سفر خلیج فارس۔ عراق۔ مسقط اور عمان اور کچھ حصہ نجد کی طرف رہا۔ پہلے جہاز سے ہم بوشہر اترے۔ اس کے بعد ہم کویت گئے۔ اس جگہ مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے۔ جس کو خارجی کہتے ہیں۔ یہ فرقہ نجد کی طرف رہتا ہے۔ میرا خیال ہے۔ وہی وہابی ہیں۔ جو کم وبیش ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ کویت سے ہم بحرین میں آئے۔ اور بحرین سے مسقط۔ مسقط میں سلطان مسقط نے مجھے اجازت دی۔ کہ میں اندرون ملک عمّان کی سیر کروں۔ مسقط سے مجھے شہر منتھرا میں بھیجا۔ اور ایک خط سلطان مسقط نے دیا۔ اور کہا۔ کہ وہاں میرا بھائی ہے۔ وہ وہاں کا والی ہے۔ وہ تمہارا بندوبست کر دے گا۔ اس سے ملنا۔ ایک فراش جس کا نام عزیز تھا مجھے قونصل خانے کی طرف سے بغرض ترجمانی ملا۔ منتھرا میں پہونچ کر عزیز مجھے ایک مکان میں لے گیا۔ اس میں بہت سے عرب بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ہم مکان میں داخل ہوئے۔ تو سب کے سب تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ان میں سب قسم کے لوگ تھے۔ شائستہ اور نیم شائستہ بدو وغیرہ۔ بہت دیر تک ان کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ والی بہت شان وشوکت کے ساتھ آئے گا۔ شائد اس کا بنگلہ اور ہو گا۔ عزیز سے میں نے فارسی میں دریافت کیا۔ کہ والی کب آئیگا اس وقت میرے اور عزیز کے درمیان جو نورانی شکل کا آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے عزیز کو مخاطب کیا۔ اور جلدی جلدی انہیں سوال وجواب ہوتے رہے آخر میں اس نے عزیز سے کہا۔ کہ شیر جنگ سے کہو کہ والی میں ہی ہوں۔ عزیز نے مجھے کہا۔ اور اس کے بعد یہ والی آب دیدہ ہُوا اور اس نے ایک تقریر شروع کی۔ جس کے معنی تو میں نہیں جانتا تھا۔ لیکن اس کی آواز دل پر اثر کرتی گئی۔ میں نے عزیز سے کہا۔ کہ مجھے تمام تقریر وہ فارسی سنا دے۔ اس نے مجھ سے بیان کیا۔ اور اس کی باتوں کا مجھ پر اس قدر اثر ہُوا۔ کہ اب تک جب مجھے خیال آجاتا ہے۔ تو میرا جسم کانپ اٹھتا ہے۔ اس نے اسے بتایا۔ کہ اگر میں والی بن گیا ہوں۔ تو مجھے خدا سے بھی ڈرتے رہنا چاہیئے۔ فرعون بے سامان کی طرح نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اسی لئے میں اس سادی حالت میں رہتا ہوں۔ پھر اس نے میری روانگی کا انتظام کیا۔ اور میں اندرون عمّان کی طرف روانہ ہُوا۔ پہلے درابی قوم میں سے گذرا۔ پھر ہمارا قافلہ وادی اسمٰعیل میں پہونچا۔ ایک جگہ بہت جذامی آدمی دیکھے۔ عمّان میں یہ وادی مشہور ہے۔ اس کے مرکبات بہت دور دور تک جاتے ہیں اور خشک نہیں ہوتے۔ یہاں کے انار بھی مشہور ہیں۔ یہاں کے لوگ لالچی ہیں۔ اور ہمارا قافلہ لوٹنا چاہتے تھے اس لئے میں نے واپس مسقط کا ارادہ کیا۔ اور قوم درابی میں پہونچا۔ اس دن راستے میں ہم پر گولیاں بھی چلائی گئیں لیکن خدا کے فضل سے نقصان نہ ہُوا۔ جنہوں نے گولیاں چلائی تھیں۔ میں خود ان کے گاؤں میں گیا۔ ان کو ملامت کی۔ اور والی سے ڈرایا۔ پھر یہ لوگ شام کو مجھے ملنے آئے۔ اور دستور کے مطابق اپنی خنجروں کو میرے سامنے رکھ دیا۔ یعنی وہ صلح چاہتے تھے۔ میں نے خنجروں کو ہاتھ لگا دیا۔ اور اس طرح صلح ہو گئی۔ یہاں میں کئی دن رہا۔ اور یہ لوگ بازی گری تماشہ اور چاند ماری کرتے تھے۔

ایک عرب سے حضرت مرزا صاحب کا تذکرہ

ایک دن ایک نورانی شکل کا شخص میرے پاس بیٹھ گیا۔ اور ترجمان کے ذریعے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا۔ کہ افغانستان کا رہنے والا ہوں۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا رسالہ بھی تھا۔ اس نے کہا۔ کہ تم نے مرزا احمدؑ کو دیکھا ہے۔ اور وہ تم سے کتنا دور رہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ میں نے نہیں دیکھا۔ وہ تو مجھ سے بہت دور رہتے ہیں۔ پھر اس نے کہا۔ کہ میں عربی کا عالم ہوں۔ لیکن جیسی کلام اس رسالے میں مرزا احمدؑ نے لکھی ہے۔ وہ کسی انسان کی طاقت میں نہیں کہ لکھے۔ بلکہ خدا کی طرف سے خاص مدد اور نصرت سے لکھی گئی ہے۔ میں نے عرب کے بڑے بڑے عالموں کا کلام پڑھا ہے۔ لیکن ایسا کلام اور ایسی تاثیر نہیں دیکھی۔ افسوس ہے۔ میرے پاس تو نہ اتنی دولت ہے اور نہ ہندی زبان سے آشنا ہوں۔ اور میری ضعیف والدہ بھی مجھے جانے کی اجازت نہ دیگی۔ ورنہ میں ضرور مرزا احمدؑ (فداہ امی وابی) کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی۔ تو ارادہ ہے۔ کہ ان کی زیارت کروں۔ پھر تمام لوگوں نے اُس سے مرزا احمدؑ کی بابت گفتگو شروع کر دی۔ اور بہت دیر تک وہ عربی میں گفتگو کرتے رہے۔ جس کو میں سمجھ نہیں سکتا تھا یہ علاقے بہت خوفناک ہیں۔ لیکن اگر احمدی جماعت کے عربی رسالے وہاں تقسیم ہوں۔ تو بہت بہتر ہو گا۔ افسوس ہے۔ کہ عرب میں عربی کے عالم کم ہیں۔

ایران میں احمدیت کا ذکر

۱۹۰۶ء و ۱۹۰۷ء میں میں پھر ایران گیا۔ بندر عباس۔ سیستان۔ کرمان۔ شہر بابک۔ شیراز۔ بوشہر کا سفر کیا۔ اس سفر میں شیراز کے لوگوں نے بہت احمدی جماعت کی نسبت دریافت کیا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ میں اس جماعت سے واقف نہیں تھا۔ اس لئے پورا پورا جواب نہ دے سکا۔

شملہ کے احمدیوں سے ملاقات

۱۹۰۷ء کے اخیر میں مجھے شملہ جانے کا حکم ملا۔ میں نے وہاں کے جنگی دفتر میں جانا تھا۔ اور ریل پر سے اتر کر میں نے اپنا اسباب کمپنی کی سرائے میں رکھا۔ اور خود دفتر میں گیا۔ چپڑاسیوں سے دریافت کیا۔ کہ یہاں صرف گورے ہی ہیں یا دیسی بھی۔ ایک نے کہا۔ کہ یہاں ایک مولوی خدا بخش ہیں۔ میں ان سے ملا۔ بہت محبت سے پیش آئے۔ اور خود بخود ہی کہنے لگے۔ شیر جنگ تم آ گئے ہو۔ حالانکہ میں نے ابھی اپنا نام نہیں بتلایا تھا۔ مجھے حیرانی ہوئی۔ یہ خزانچی تھے۔ میں نے پوچھا۔ آپ نے کس طرح پہچان لیا۔ کہنے لگے۔ بعد میں بتاؤں گا۔ میرا خیال تھا۔ کہ دفتر سے دریافت کر لیا ہو گا۔ نہیں بعد میں معلوم ہُوا۔ کہ میرے آنے کی خبر صرف کمپنی کو تھی۔ اور اس شخص کو اللہ تعالےٰ نے خواب کے ذریعے میری شکل دکھائی تھی۔ اور اس نے میرے آنے سے قبل ہی اپنے چند دوستوں کو میرا حلیہ بتلا دیا تھا۔ پھر وہ مجھے اپنی جگہ لے گئے۔ اس جگہ شام کو دس بارہ آدمی آئے۔ سب

نے کھانا کھایا۔ اور نماز ادا کی۔ پھر انہوں نے مجھے کہا کہ جب تک آپ کا انتظام نہ ہو سکے۔ ہمارے ساتھ ہی رہیں۔ سب سے مجھے محبت ہو گئی۔ سب نماز پڑھتے۔ صبح کو تلاوت قرآن کریم کرتے۔ بعض امیر اور بعض غریب تھے لیکن سب میں مساوات اسلامی پائی جاتی تھی۔ مجھے یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ یہ لوگ احمدی ہیں۔ ایک دن بالائی بازار میں مجھے چند مسلمان ملے۔ اور چاء وغیرہ سے تواضع کی۔ اور مجھے کہنے لگے۔ کہ جن کے ساتھ تم رہتے ہو۔ اور کھاتے پیتے ہو۔ وہ تو مرزائی بے ایمان ہیں۔ (نعوذ باللہ) ان کے پاس سے چلے آؤ۔ میں نے پوچھا کہ کیا وہ مسلمان نہیں۔ کہنے لگے کہ نہیں۔ میں نے کہا۔ اگر یہ لوگ کافر ہیں تو میں ایسے کافروں کو ہی پسند کروں گا۔ اور تم سے اچھا سمجھوں گا۔ اور اس دن سے میری محبت زیادہ بڑھ گئی۔

افغانستان میں احمدیت

سنہ ۱۹۰۹ء اور سنہ ۱۹۱۰ء میں ذی کورم افغانستان میں میرا سفر ہوا۔ اور ایک روز میں پیواڑ کوتل جو ٹلاف زان سے اوپر پہاڑوں میں ہے۔ اس کے جنوب کی جانب افغانستان کی سرحد کے پاس قوم منگل کے ایک گاؤں کے قریب خیمہ زن ہوا۔ رات کو ایک منگل وحشی میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے دریافت کیا۔ کہ تم احمدی ہو یا نہیں۔ میں نے خیال کیا۔ کہیں یہ احمدی سمجھ کر مار نہ دے۔ اس لئے میں نے کہا۔ کہ نہیں۔ تو اس نے کہا ڈرو نہیں۔ میں اور میرے گاؤں کے اکثر لوگ احمدی ہیں۔ لیکن ہم سے ابھی کئی لوگ نماز نہیں جانتے۔ اور اگر کوئی اذان کہے۔ تو ہم ڈرتے ہیں کہ ہماری بکریوں میں بیماری نہ پیدا ہو جاوے۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔ کہ تم کیسے احمدی ہوئے۔ اس نے ایک سیّد کا نام لیا۔ جس کو سنگسار کیا گیا تھا۔ اور اس نے کہا۔ کہ انہوں نے تبلیغ کی تھی۔ اس لئے ہم احمدی ہو گئے تھے نامعلوم انہوں نے سیّد کا نام کیا بتلایا شاید لطیف یا ایسا ہی کچھ اور نام تھا۔ سنہ ۱۹۱۱ء و سنہ ۱۹۱۳ء میں ہم اٹیوڈی لڑائی میں شریک ہوئے۔ یہ قوم بھی جنگلی اور وحشی ہے۔

ایران کا تیسرا سفر

سنہ ۱۹۱۴ء و سنہ ۱۹۱۵ء میں پہلے ہم ایران گئے۔ شہر محامرہ پہونچے۔

اس کے بعد پشتکوہ۔ اس کے بعد ہندلس۔ اس کے بعد خانقین۔ کلف جاہ۔ پنجوین۔ وزنہ۔ لاہیجان۔ ارومیہ اس کے بعد کوہ قاف۔ جنوبی دروں کو عبور کر کے اغری داغ مشہور پہاڑ تک پہونچے۔ اس اثنا میں مجھے شہر بایزید جانے کا موقعہ ملا۔ اس دوران میں جب کبھی کسی قسم کی دینی گفتگو۔ عربوں۔ ایرانیوں یا ترکوں سے ہوئی۔ تو احمدی جماعت کا اکثر ذکر آتا رہا۔ اور لوگ مجھ سے دریافت کرتے رہے۔ لیکن اس وقت تک بھی میں احمدی جماعت کے اصولوں سے اچھی طرح واقف نہ تھا۔ اس لئے ان لوگوں کو مفصل حالات احمدی جماعت کے نہیں بتلا سکا۔ بایزید شہر میں جب میں پہنچا تو میرے ترک آفیسر سب فوجی کاروبار میں مصروف تھے اس لئے ایرانی کونسل میں مقیم ہوا۔ ترک دن رات لڑائی کا سامان تقسیم کرنے میں مشغول تھے۔ اور جنگ میں شامل ہونے والے تھے۔ کونسل کی جگہ پر پہلے مجھے شہر کا قایم مقام آکر ملا۔ یہ شخص فارسی بول سکتا تھا۔ مجھ سے لڑائی کی بابت گفتگو کرتا رہا۔ اور پھر اس نے ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت دریافت کی۔ کہ ہندوستانی ترکوں کی طرف ہونگے یا انگریزوں کی طرف۔ میں نے کہا۔ کہ ہندوستان سے ایسی امید نہ رکھو کہ وہ انگریزوں کے خلاف ہو کر لڑینگے۔ اس کے بعد قاضی شہر سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ قاضی صاحب آپ سنّی حنفی ہیں۔ پھر آپ لبوں کے بال کیوں نہیں کترواتے۔ وہ ہنسا اور کہنے لگا۔ کہ واقعی اہل افغانستان اسلام کے پابند معلوم ہوتے ہیں۔ پھر مذہبی گفتگو شروع ہوئی۔ اور ہندوستان کی مذہبی حالت اس نے دریافت کی۔ اس کے بعد اس نے حضرت مرزا احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دعوے کی نسبت دریافت کیا۔ میں نے لاعلمی ظاہر کی۔ پھر اس نے دریافت کیا۔ کہ اس کے پیرو شریعت کے پابند ہیں یا نہیں۔ اور نماز کیسی ہے۔ میں نے کہا۔ کہ وہ شریعت کے پابند ہیں۔ ہماری طرح ہی نماز پڑھتے ہیں۔ صرف ہاتھ ناف پر نہیں باندھتے۔ اس نے کہا۔ کہ تم لوگ کیوں ان کو کافر کہتے ہو۔ میں نے کہا۔ صرف جاہل ملانے ایسا کہتے ہیں۔ پھر اس نے مجھ سے حضرت مرزا صاحب کی کتاب مانگی۔ لیکن میں نہیں دے سکتا تھا۔ آخر اس نے کہا۔ کہ جب دوبارہ آؤ۔ تو میرے لئے ضرور ان کی کتابیں لانا۔ جو عربی اور فارسی میں ہوں۔ بایزید سے واپس ہو کر بازرگان نام گاؤں میں پہنچا۔ بایزید شہر ایک بلند پہاڑ کے غربی دامن میں واقع ہے۔ بازرگان میں چند ماہ رہ کر مجھے واپسی کا اختیار دیا گیا۔ اور ایک بڑا قافلہ میرے ماتحت کیا گیا۔ ترکوں سے جنگ شروع ہو چکی تھی۔ لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ ترک دوستوں سے بھی ملاقات کرتا جاؤں۔ وہ بہت شرافت سے پیش آئے۔ اور میری روانگی کے وقت آب دیدہ ہوئے۔ راستہ خطرناک ہو چکا تھا۔ میں ایرانی قونصل خانے میں گیا۔ اور ان سے راہ داری کا پروانہ حاصل کیا۔ تاکہ راستے میں کوئی دق نہ کر سکے۔ ایرانی سرحد پر پہونچے۔ تو ماکو شہر میں روسی فوجوں کا اجتماع تھا۔ یہ وحشی بہت تکلیف دیتے تھے۔ میں روسی کونسل کے پاس گیا۔ جو پہلے سے ہی ہمارا واقف تھا۔

ایک روسی کرنل کی گفتگو حضرت مرزا صاحب کے متعلق

اس کونسل کے پاس ایک روسی کرنل بیٹھے تھے۔ جو مسلمان تھے اور قفقاز کے رہنے والے تھے کونسل نے مجھے ایک خط لکھ دیا۔ کہ یہ انگریزوں کے آدمی ہیں ان کو راستے میں تکلیف نہ دی جائے۔ میں وہاں سے رخصت ہوا۔ واپسی کے وقت میں ماکو کے لمبے بازار سے ہوتا ہوا چلا۔ مجھے اس وقت پھر دوبارہ وہی کرنل آکر ملا۔ اور بذریعہ ترجمان گفتگو کرنے لگا۔ اور میرے ساتھ کیمپ میں آگیا۔ بہت خلیق آدمی تھا۔ اثناء گفتگو میں میں حیران رہ گیا۔ جب اس نے یہ دریافت کیا۔ کہ آپ لوگوں کو مرزا احمد سے بھی واقفیت ہے یا نہیں۔ اور وہ چاہتا تھا کہ اچھی طرح مفصل حالات دریافت کرے۔ اس کا خیال تھا۔ کہ ہندوستان اور افغانستان سب ان کی جماعت میں داخل ہو چکے ہونگے۔ میں نے کہا کہ مجھے واقفیت نہیں ہے۔ اس نے حیرانی ظاہر کی۔ اور کہا کہ جس ملک میں اسلام کا علم بردار ظاہر ہو۔ اس ملک کا آدمی اگر اسلامی تعلیم سے واقفیت نہ رکھے تو تعجب ہے۔ میں نے کہا کہ تمہیں ان کی نسبت کہاں سے علم ہوا۔ کہنے لگا۔ کہ

واقف ان کا رہنے والا قفقازی ہوں۔ ہم لوگ یورپ میں تعلیم پاتے ہیں۔ اور تجارت کرتے ہیں۔ امریکہ کا ایک انگریزی زبان کا رسالہ ملا تھا۔ میرا ایک انگریز دوست تھا۔ اس کے پاس یہ رسالہ تھا۔ اس کو میں نے روسی اور ترکی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ جس کو میں بوجہ جنگ کے شائع نہ کر سکا۔ علاوہ ازیں ہمارے چند تاجر بخارا سے آئے۔ اور انہوں نے مرزا احمد کی تعلیم سنائی۔ اب ہم اپنے ملک میں تعلیم حاصل کر کے انہیں ان کی فکر میں تھے۔ کہ نامراد جنگ شروع ہو گئی۔ اس کے بعد ہم تبریز پہونچے۔ اور کونسل جنرل سے ملے۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ کہ مظفر بے سے بھی ملتے جاؤ۔ وہ میرا ماتحت ہے۔ اس کے پاس جب گئے۔ تو وہ خاطر تواضع سے پیش آیا۔ اور اندر لے گیا۔

سردار کردستان کی گفتگو حضرت مرزا صاحب کے متعلق

اندر ایک شخص بہت ہی حسین اور جوان بیٹھا تھا۔ میں اسے دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ ایسا خوبصورت آدمی میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس نے فارسی میں ہماری مزاج پرسی کی۔ ان کا نام حضرت سیلاط پاشا تھا۔ اور وہ تمام کردستان کے سردار مانے جاتے تھے۔ سیلاط نے خراشی کو کہا۔ سب باہر چلے جاویں۔ صرف میں جمیدر گل صاحب۔ جو میرے ہمراہ تھے۔ سیلاط اور مظفر بے رہ گئے۔ بات چیت شروع ہوئی۔ افغانستان کی نسبت انہوں نے دریافت کیا تھا۔ اور جب ہندوستان کا ذکر آیا تو انہوں نے سب سے پہلے حضرت مرزا احمدؑ کی نسبت دریافت کیا اور احمدی جماعت کی نسبت گفتگو شروع کر دی وہ احمدیت سے اتنے واقف تھے۔ کہ مجھے تو پتہ بھی نہ تھا۔ پھر انہوں نے بعض سوالات کئے۔ لیکن میں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اور ان کا اتنا رعب مجھ پر طاری ہوا۔ کہ میں ان سے یہ بھی نہ پوچھ سکا۔ کہ حضرت احمد سے آپ کیوں محبت رکھتے ہیں۔ دنیا میں سیلاط عجیب غریب انسان ہے۔ عربی زبان کا ماہر اور بہت ہی عقلمند آدمی ہے۔ وہ ہمیشہ اسیر ہی رہا۔ آٹھ برس کا تھا۔ کہ ترکوں نے قید کیا۔ اس کے بعد اکثر قید میں رہا۔

اس کی عمر اس وقت ۳۰ سال کی تھی۔ بڑی حسرت کے ساتھ میں اس سے رخصت ہوا۔ دوسرے سال سنا۔ کہ روسیوں نے اُسے پھر قید کر دیا ہے اور ماسکو لے گئے۔

مختلف سفر

اس کے بعد بہت سے شہروں سے ہوتے ہوئے ۵ مہینے میں بوشہر آئے۔ اور خوشی تھی۔ کہ ہندوستان پہونچینگے۔ لیکن آتے ہی بصرے کا حکم ملا۔ قریب ایک ماہ وہاں رہے اس کے بعد ہندوستان واپس آئے۔ چند روز بعد جہمند میں جانا پڑا۔ اس کے بعد بندر عباس جو ایران کا بندرگاہ ہے۔ وہاں جانے کا حکم ملا۔ وہاں چند دن رہ کر پھر ہندوستان آکر پھر بغداد پہونچا۔ لڑائی ختم ہو چکی تھی۔

سیلاط سے دوبارہ ملاقات

چند دن کے بعد موصل جانے کا حکم ملا۔ وہاں سے ارومیہ جانے کا حکم ملا۔ کہ وہاں جا کر سیلاط پاشا سے ملوں۔ جو روسیوں کی اسیری سے رہا ہو کر ارومیہ پہونچ گیا تھا۔ پھر تو بہت ہی خوشی ہوئی۔ چونکہ اندرون ارومیہ ۹ منزل تھا۔ مگر بوجہ جنگ راستے ویران ہو چکے تھے۔ میں دس خچروں کا قافلہ لے کر روانہ ہوا۔ تیسری منزل پر معلوم ہوا۔ کہ برفباری ہو چکی ہے۔ اور راستہ بند تھا۔ لیکن مجھے سیلاط سے ملنے کا شوق تھا۔ اس لئے میں صرف اپنا ٹٹو لے کر روانہ ہو گیا۔ اور خدا خدا کر کے گیارھویں دن وہاں پہونچا۔ وہاں کے گورنر سے ملے۔ اس نے مہمانداری کی۔ لیکن میں نے کہا۔ کہ میں سیلاط کا مہمان ہوں۔ انہوں نے کہا۔ آج کل ان کا مقام جھیل رز کے راستے پر شمال کی طرف ہے میں نے کہا۔ کہ اچھا میں آج ان کے بنگلے میں ہی رہونگا۔ میں نے ایک آدمی کو سیلاط کے پاس بھیجا۔ اور وہ جلد ہی مجھے ملنے کے واسطے آ گئے۔ اب ان کا رنگ روپ بگڑا ہوا تھا۔ اور میں پہچان نہ سکا۔ آپ نے فرمایا۔ میں سیلاط ہوں۔ پھر کیا تھا۔ خوب ملے۔ رات بھر باتیں کرتے رہے۔ ایک ماہ میں ان کے پاس رہا۔ بارہا احمدیت کا ذکر ہوتا رہا۔ اور مجھے ملامت بھی کی۔ کہ تم کوئی رسالہ نہیں لائے۔ میں نے کہا۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ میں نے پھر آپ سے ملنا ہے۔ ایک دن بڑے بڑے لوگ اور قاضی دین ان کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اس دن انہوں نے ایک تقریر فرمائی۔ جو حضرت احمدؑ کی تعریف میں تھی۔

مختلف شہروں کا سفر

اس کے بعد میں بغداد آیا۔ اور ایران کی طرف روانہ ہوا جب سرحد پر پہونچا۔ وہاں سے طویلا شریف پہونچا اور سید حسام الدین کے دربار میں حاضر ہوا۔ حضرت حسام الدین بہت مہربانی سے ملے۔ دو دن ان کے پاس رہا۔ انہوں نے بھی احمدی جماعت کے عقائد وغیرہ دریافت کئے۔ لیکن میں خاموش رہا۔ کیونکہ خاموش رہنا وہاں ادب کی نشانی ہے۔ بہت دنوں بعد پھر مجھے ایران کی سرحد پر جانے کا حکم ملا۔ تاکہ حدود کو درست کیا جاوے۔ اور ایرانی افسر معززالسلطان صاحب بھی ایران کی طرف سے افسر مقرر ہوئے۔ ہم دونوں خانقین۔ بدرہ۔ بصرہ۔ محامرہ۔ قصر شیریں۔ مندلی۔ علف جا وغیرہ گئے۔ اور اس سفر میں انہوں نے اکثر حضرت احمدؑ کی نسبت دریافت کیا اور وہ طہران کو چلے گئے۔ میں نے کہا۔ میں احمدی تو نہیں۔ لیکن ان کو اور ان کی جماعت کو پابند شریعت جانتا ہوں۔ اور ان احمدیوں میں تکبر کا نام و نشان نہیں ہے۔ بڑے خلیق اور اچھے مسلمان لوگ ہیں۔ میری یہ باتیں سن کر معززالسلطان بہت خوش ہوا۔ اس نے بتایا۔ کہ بعض ایرانی میرے دوست تاجر ہیں۔ جو اکثر ہندوستان میں آتے جاتے ہیں۔ ان سے میں بہت شوق سے حضرت احمد کی نسبت دریافت کرتا رہتا ہوں۔ اس طرح مجھے واقفیت ہو گئی ہے۔ علف جا سے میں پھر ایک دفعہ طویلا شریف حضرت حسام الدین کی خدمت میں گیا۔ ایک دفعہ ان کے دربار میں مجھے ایک افغانی بزرگ جناب سید احمد افغانی ملے۔ وہ خوست یا کونڑ کے سادات سے تھے۔ انہوں نے پھر مجھ سے حضرت مرزا صاحب کی نسبت دریافت کیا۔ لیکن میں نے خاموشی ہی اختیار کی۔ یہ سید افغانی بزرگ تھے۔ رات دن اللہ کی عبادت میں لگے رہتے تھے

ایک معزز افسر کی احمدیت کے متعلق گفتگو

اس کے بعد میں پنجوین آیا۔ میں مال آفیسر کے مکان میں ٹھیرا۔ اور اسے ہدایت تھی۔ کہ عراق کے حدود کے متعلق مجھے واقفیت حاصل کرے وہ پہلے ترکی میجر تھا۔ یہ شخص دورے پر میرے ساتھ جاتا رہا۔ اور شام کو جب کھانا گھر پر کھاتا تو میرے پاس آجاتا۔ اور احمدی جماعت کی بابت دریافت کرتا تھا۔ لیکن مجھے اپنے آئندہ خوفناک سفر کی فکر تھی۔ میں اس سے ملک کی حالت دریافت کرتا رہتا۔ یہ ان دنوں کا ذکر ہے۔ جب عراق میں بغاوت ہوئی۔ اس شخص کا نام عبد القادر بے تھا۔ پنجوین سے آگے روانگی پر خطر تھی۔ لیکن سفر کرنا پڑا۔ اور خاردار علاقوں میں سے ہوتا ہوا شیوہ کل پہونچا۔ اگلا علاقہ اور بھی خطرناک تھا۔ توکل بخدا آگے روانہ ہوا۔ اور ایک شہر سردشت کو دیکھنے گیا۔ وہاں کسٹم آفیسر کے ٹھیرا۔ اس کے مکان میں ایک شخص ہمایوں مرزا۔ جو اپنے ملک سے بدر کیا گیا تھا۔ ملا۔ یہ شاہسونہ قوم کا آدمی تھا۔ اس نے مجھ سے کئی بار حضرت احمدؑ کی نسبت سوال کئے۔ لیکن میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔ اس لئے میں واپس آگیا۔ اور پنجوین پہونچا۔ وہاں کا سردار بابکر مجھے بہت اچھی طرح لے گیا۔ اور بڑی خاطر تواضع کی۔ وہاں سے [illegible] پہونچا۔ اور وہاں کے سردار کے پاس ٹھیرا۔ میں چند دن کے واسطے شکار کو گیا۔ اور جب واپس آیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میرا کمرہ [illegible] سے بھرا ہوا ہے۔ اور بہت سے سوار باہر کھڑے ہیں۔ جس دن میں شکار کو گیا۔ اسی دن وہ سردار آغا بابکر بھی کسی کام کو روانہ ہوا۔ مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ واپس آگیا ہے۔

سیلاط سے پھر ملاقات

میں نے کہا۔ کہ تم جلدی کیوں واپس آگئے۔ اس نے کہا کہ مجھے سیلاط سے۔ اور گفتگو میں آپ کا نام آگیا۔ تو انہوں نے ایک خط آپ کے نام دیا۔ اور فوراً ہی پولیٹیکل آفیسر سے اجازت دلوا کر مجھے واپس روانہ کر دیا۔ خط میں انہوں نے اشتیاق ملاقات کا اظہار کیا اور مجھے لکھا۔ کہ میں ان سے آکر ملوں۔ اسوقت وہ دربند ایک جگہ ہے۔ وہاں سے ۱۳ منزل کے فاصلے پر تھے۔ خیر میں گیا۔ مزاج پرسی وغیرہ جب ختم ہوئی۔ تو چھوٹتے ہی کہنے لگے۔ کہ میرے لئے کیا لائے ہو۔ میں نے کہا۔ کہ نافہ لایا ہوں۔ تو ہنسے اور کہنے لگے کہ حضرت احمدؑ کی کوئی کتاب بھی لائے ہو یا نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضرت مجھے تو خواب وخیال بھی نہ تھا۔ کہ آپ سے ملاقات ہوگی۔ پھر کہنے لگے۔ کہ جب ہندوستان رخصت ہوگئے تھے۔ تو احمدی جماعت کے مرکز میں بھی گئے تھے یا نہیں۔ میں خاموش ہوگیا۔ اس کے بعد میں وہاں سے روانہ ہو کر کوک سلیمانیہ ہوتا ہوا۔ بغداد پہونچا۔ عربوں کی بغاوت ختم ہو چکی تھی۔ اس کے بعد میری صحت خراب ہونے کی وجہ سے مجھے ہندوستان آنے کی اجازت ہوئی۔

راجپوتانہ میں احمدیت کا ذکر

سنہ ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۳ء میں مجھے راجپوتانے میں کام کرنے کا حکم ملا۔ اور ایسے علاقے میں گیا۔ جہاں کوئی انگریز سردبیرا ابھی تک نہیں گیا۔ اور نہ ہی امید تھی کہ کوئی جاسکے گا۔ پہلے ہم لوگ باڑمیر اسٹیشن مارواڑ پر اترے۔ وہاں سے جیسلمیر ریاست کے شہر پہونچے۔ سب بندوبست کر کے ریگستان میں داخل ہوئے۔ جگہ جگہ پانی کے چاہات پر لوگ ملتے رہے۔ جو نام کے مسلمان تھے۔ مگر اسلام سے ناواقف۔ لیکن اکثروں نے احمدی جماعت کی نسبت وہاں بھی مجھ سے دریافت کیا۔

جمعیۃ العلماء کی فتنہ انگیزی

ضلع متھرا میں بیری ایک گاؤں ہے۔ جہاں کے ملکانے اوائل زمانہ ارتداد میں مرتد ہوگئے تھے اور وہاں ہمارے مبلغ شروع سے کام کر رہے تھے۔ لیکن افسوس کہ اب محض تصادم کی غرض سے جمعیۃ العلماء نے اپنا ایک مولوی وہاں بھیج دیا ہے۔ اور انکو ہدایت دی ہے۔ کہ قادیانی (احمدی) مبلغ کو وہاں سے نکال دیا جاوے چنانچہ انکے بھیجے ہوئے مولوی صاحب ملکانوں کی اصلاح کی تو مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ البتہ ہمارے خلاف علانیہ طور پر لوگوں کو بھڑکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حال پر رحم کرے۔ والسلام

خاکسار۔ فرزند علی

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بتایا ہوا ہے۔ جو امراض شکم خاص کر قبض کے لئے بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض و پیٹ کی صفائی کیلئے بہت مفید پایا۔ اس لئے کم از کم اس کی یکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ ایسے موقعوں پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمالیں۔ انشاء اللہ تکلیف دور ہو جائیگی قیمت

عزیز ہوٹل قادیان

جواہرات کی بارش

مجھے قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کیلئے روپیہ کی اشد ضرورت ہے اسلئے صرف چند روز کے واسطے حسب ذیل معرکۃ الآرا ۱۵ کتب کا سٹ جس نے آریہ سماج کی جڑیں ہلادی۔ نصف قیمت یعنی ۲ کی بجائے ۱ روپے اور محصولڈاک ۱۲/ کل ۱/۱۲ کو ملے گا۔ ہندو دھرم کی حقیقت۔ آریہ مذہب کی حقیقت۔ پروفیسر رام دیو کا جواب۔ ہندو دھرم دستور العمل۔ تصفیہ گائے۔ وید و قربانی۔ قرآن مجید اور وید۔ باوا نانک کا مذہب۔ ست اوپدیش۔ سکھ و اذان۔ اذان کا گورمکھی ترجمہ۔ گورو کی بانی ہردو۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ سکھوں سے مباحثہ جلدی درخواست کریں۔ پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔

مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

اللهم انت الشافی

جوہر شفاء یعنی نئی زندگی

یہ خشک سفوف ہے۔ جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار و کھانسی۔ خشک یا تر بلغم میں خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم جو سو روپے کو بھی مفت ہے۔ فی تولہ عار علاوہ محصولڈاک جو ایک کو کافی ہے حکیموں کو بھی اس کا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

پتہ: دالیس عزیز الرحمن قادر بخش انجنیر۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

چھ مارچ کی عظیم الشان یادگار

صداقت اسلام

شہادت لیکھرام

بمع تصویر

برادران ماہ مارچ کا مہینہ قابل یادگار ہے۔ جہاں ہمارے آریہ دوست اس یاد کو تازہ رکھتے ہیں۔ وہاں احمدیوں کا بھی فرض ہے۔ کہ اس مہینہ کی یاد کو ہمیشہ تازہ اور زندہ رکھیں۔ یہ مہینہ حضرت سید المعصومین خاتم النبین صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت۔ اور اس زمانہ کے مامور ومرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر عظیم الشان شہادت پیش کرتا ہے۔ یہ ٹریکٹ ہزاروں کی تعداد میں چھپوایا گیا ہے۔ اور کئی ایک احباب نے منگا کر تقسیم کیا ہے۔ مگر اگر احباب کی توجہ ابھی درکار ہے۔ یہ مہینہ گذر رہا ہے۔ احباب جلد منگالیں۔ قیمت للعہ سینکڑہ مع محصولڈاک اور سو سے کم کیلئے محصول بذمہ خریدار ہوگا۔

جیبی حمائل شریف

نہایت خوشخط اور واضح۔ پہلے جیبی حمائل کی قیمت عہ تھی۔ مگر اب دوبارہ طبع ہوئی ہے۔ اور پہلے سے نہایت عمدہ ہے۔ مگر قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک۔

یسرنا القرآن کی طرز پر قرآن شریف

یہ نعمت غیر مترقبہ جس کا مدت سے احباب کو اشتیاق تھا۔ چھپ کر تیار ہے۔ تعداد مناسبت کے لحاظ سے بہت قلیل تیار ہوئی ہے۔ اور بڑی سرعت سے فروخت ہو رہا ہے۔ جن دوستوں نے منگانا ہے۔ جلد منگالیں۔ ورنہ جلد ختم ہو جانے پر کف افسوس ملنا پڑے گا۔ اور طویل انتظار کی زحمت اٹھانی پڑیگی۔ قیمت درجہ اوّل مجلد ۸؍ ۔ درجہ دوم مجلد ۔؍ ۔

سیرت المہدی بمع فوٹو

مولفہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ فروخت ہوتی جاتی ہے۔ تعداد تھوڑی ہے۔ جن دوستوں نے ابھی تک یہ کتاب نہیں خریدی۔ وہ ضرور لیلیں پھر اس کا دوبارہ جلد شایع ہونا محال اور اس موجودہ تعداد کا جلد ختم ہونا ممکن کیا بلکہ یقین ہے۔ قیمت بجلد عہ مجلد عہ۔ علاوہ ازیں عمدہ فوٹو بھی کلکتہ سے چھپ کر آگئے ہیں۔ جو احباب جلسہ پر خرید چکے ہیں۔ وہ بیشک یہ نئے طیار شدہ فوٹو منگائیں۔ بہتر ہوگا۔ کہ کسی کتب کے پیکٹ میں منگائیں۔ اس طرح محفوظ پہنچیگا۔ سیرت المہدی کے خریداروں سے ان کی قیمت نہیں لی جاویگی ۔

ایک ہزار پچاس دلائل کا بے بہا ذخیرہ

احمدیہ پاکٹ بک

جس میں آریوں دہریوں۔ عیسائیوں۔ سکھوں اور احمدیوں۔ اختلافی مسائل مثلاً وفات مسیح اور صداقت مسیح موعود پر مفصل دلائل اور مضامین۔ سینکڑوں کتب کی اوراق گردانی کر کے ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ یہ پاکٹ بک سفر حضر میں ایک کامیاب ہتھیار ہے۔ اس سال دوبارہ شایع ہوئی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ اب بہت تھوڑی تعداد باقی ہے۔ احباب جلد منگالیں۔ قیمت مجلد عہ

جلد بندی کا خاص انتظام

اس کے متعلق پہلے بھی اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جن دوستوں نے کتابیں جلد شدہ قادیان سے منگانی ہوں۔ وہ کتاب گھر میں فی الفور اطلاع دیں۔ اور کم از کم نصف قیمت کتب پیشگی بھیج دیں۔ تاکہ جلدیں فی الفور بندھوا کر ارسال خدمت کی جایا کریں۔

سلسلہ کی تمام کتب اور فہرست کتب کے منگانے کا پتہ

کتاب گھر قادیان پنجاب

مختصر خبریں

لنڈن - ۱۰ مارچ ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ رقمطراز ہے - کہ انگورہ سے موصول شدہ احکام کے مطابق خطبہ جمعہ سے "خلیفۃ المسلمین" کا ذکر نکال دیا گیا - ان کے بجائے حکومت جمہوریہ اور ملت اسلامیہ کے لئے دعا کی گئی - علماء نے اس بدعت کو کسی قسم کے احتجاج کے بغیر قبول کر لیا -

جمعیۃ العلماء صوبہ بمبئی نے اعلان کیا ہے - کہ تاوقتیکہ مسلمانان عالم کی متحدہ آواز مسئلہ خلافت کا فیصلہ نہ کرے - خطبہ میں خلیفہ معزول کا نام بدستور پڑھا جائے -

پیرس ۱۱ مارچ خلیفۃ المسلمین نے ایک اخبار کے نامہ نگار سے فرمایا - کہ مجھے منصب خلافت سے دست بردار ہونے کا ذرہ برابر خیال نہیں ہے - میں اب تک اپنے آپ کو خلیفہ اسلام خیال کرتا ہوں کیونکہ حکومت انگورہ دنیائے اسلام کی ایک قلیل التعداد جماعت مسلمین کی نیابت کرتی ہے -

لنڈن - ۱۰ مارچ ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار متعینہ جینوا نے معزول خلیفۃ المسلمین سے ملاقات کی - معلوم ہوا - کہ خلیفہ اور ان کے ہمراہی ہندوستانی مسلمانوں کے رویہ سے خاص دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں - اور تشویش کے ساتھ اس حصۂ دنیا سے کسی خبر کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں - نامہ نگار مذکور کا بیان ہے - کہ ان لوگوں کو یہ خیال ہے - کہ ہندوستان کی آواز اس معاملہ میں سب سے زیادہ باثر ہو گی -

بمبئی - ۱۰ مارچ جمعیۃ مرکزیہ خلافت کو اسکے تار کے جواب میں حسب ذیل تار انگورہ سے موصول ہوا ہے - جمعیۃ ملیہ ترکی نے جس قانون کو منظور کیا ہے - وہ حسب ذیل ہے - (۱) خلیفۃ المسلمین معزول کر دیئے گئے - (۲) منصب خلافت چونکہ لازمی طور پر لفظاً و معناً حکومت جمہوریہ میں موجود ہے - اس لئے خلافت کے عہدہ کو توڑ دیا گیا ہے - در حقیقت خلافت کے معنے حکومت کے ہیں -

ترکی جمہوریہ کے ساتھ ساتھ ایک جداگانہ منصب خلافت کا وجود ترکی کے اندرونی اور بیرونی اتحاد میں مخل تھا دوسری طرف منصب خلافت کا جو مفہوم مدتوں سے سمجھا جاتا رہا ہے - یعنی ایک عالمگیر متحدہ اسلامی حکومت کی بنیاد قایم کرنا وہ کبھی حاصل نہیں ہوا - بلکہ اسکے برعکس اس سے ہمیشہ مسلمانوں میں نفاق اور اختلاف پیدا ہوتے رہے - حالانکہ اصل مقصد کی بنیاد یہ ہے کہ عمرانی تعلقات بڑھ کر آزاد حکومت ہو جائیں - مسلمان اقوام کے مابین روحانی اور حقیقی رشتہ کلام پاک کی اس آیت میں مضمر ہے - کہ انما المومنون اخوۃ

قسطنطنیہ - ترکی خواتین کے ایک جلسہ نے فیصلہ کیا - کہ مجلس ملیہ سے تعدد ازدواج کو ممنوع کرنے کی التماس کی جائے -

حیدر آباد سندھ - ۱۰ مارچ مسٹر غلام محمد بھرگری ممبر لیجسلیٹو اسمبلی رئیس حیدر آباد سندھ کا انتقال ہو گیا ؎

دہلی ۹ فروری - اسمبلی کے ایم ارکان نے ایک مشترکہ مکتوب ۲۷ فروری کو حکومت ہند کے وزیر داخلہ کی خدمت میں حادثہ جیتو کے متعلق تحقیقات کے لئے بھیجا تھا - مگر ابھی تک اس کا بجز رسید کے کچھ جواب نہیں ملا -

"خلیفۃ المسلمین" کے بارہ میں غور و فکر کرنے کے لئے ۹ مارچ کو مرکزی خلافت کمیٹی کا جلسہ کلکتہ میں ہو گا

طہران (ایران) - ۱۰ مارچ کل شام طہران کی بڑی مسجد میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا - جس میں جمہوریت کے قیام کی تائید کی گئی - ملک کے دیگر حصص سے بھی برقی پیغامات موصول ہوئے - کہ جمہوریت قایم کر لی جائے -

مسٹر محمد علی کی صاحبزادی آمنہ کا انتقال ہو گیا - اس صدمہ میں ہمیں ان سے سے ہمدردی ہے -

لنڈن ۱۱ مارچ آزاد ریاست آئرلینڈ کی افواج میں غدر پھیلنے کی وجہ سے السٹر کے کنسٹبلوں میں سرگرمی پیدا ہو رہی ہے -

اکسفورڈ - ۱۰ مارچ وزیر مستعمرات نے ایک سوال کے جواب میں کہا - کہ حکومت کا ارادہ ہے - کہ جس قدر جلد ہو سکے - عراق خالی کر دیا جائے -

علیگڈھ ۱۱ مارچ مسٹر محمد علی کو سکرٹری صاحب معزول خلیفۃ المسلمین کا ٹریٹ (سوئٹزرلینڈ) سے حسب ذیل تار موصول ہوا ہے - خلافت مقدسہ کی حفاظت و اعانت میں ہندوستان کے فیاض مسلمانوں نے جو شاندار خدمات انجام دی ہیں - ان کے بارے میں ہمارے خلیفہ عبدالمجید خاں کی جانب سے مشفقانہ اعتراف پہنچا دیجئے -

اس تار کا حسب ذیل جواب بھیجا گیا -

حضرت امیر المومنین کے مشفقانہ اعتراف کا شکریہ براہ کرم یہ پیغام پہونچا دیجئے - کہ گو ہندوستانی مسلمان ترکی بھائیوں کے خالص قومی معاملات میں دخل دینا نہیں چاہتے - تاہم ان کا یہ مصمم ارادہ ہے - کہ خلافت مقدسہ کو قایم رکھیں -

لنڈن ۱۰ مارچ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مطلع کرتا ہے - کہ گورنمنٹ انگورہ علماء کی سخت نگرانی کر رہی ہے اور اعلان کیا گیا ہے - کہ ماہ رمضان میں وہی مولوی مسجدوں میں وعظ کر سکیں گے - جنہیں ضروری لائسنس مہیا کئے جاوینگے

مولوی اختر علی خاں صاحب پسر مولوی ظفر علی خان صاحب مالک زمیندار میانوالی جیل سے رہا ہو کر لاہور پہنچ گئے ہیں -

ٹریٹ (سوئٹزرلینڈ) خلیفۃ المسلمین نے دنیا اسلام کے نام اعلان شائع کیا ہے - جس میں خلافت کے عزل کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مجلس ملیہ کے فیصلہ کو مذموم کہا ہے اور لکھا ہے - کہ یہ اکثریت اسلامی احساس سے بے بہرہ ہے آپ فرماتے ہیں - ڈیڑھ سال پہلے مجلس ملیہ نے اتفاق رائے سے اسلام کی امامت و پیشوائی کے عہدہ کیلئے مجھے منتخب کیا تھا - اور دنیائے اسلام نے اس مقدس منصب کیلئے میرے انتخاب پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی - اس وقت مذہب سے بے بہرہ جمہوریت ترکی نے ترکی کی قومی سیادت کو تمام و کمال علیحدہ کر لیا تھا - اور جنہوں نے سیاسیات میں شریک ہونے یا مداخلت کرنے سے علیحدگی اختیار کر لی تھی - اسلئے اب صرف مسلمانان عالم ہی کو پورا حق حاصل ہے - کہ اس اہم مسئلہ کے متعلق آزادی اور پورے اختیار کے ساتھ فیصلہ صادر کریں "خلیفۃ المسلمین"